ڈاکٹر گلشن طارق

ڈین آف لینگویجز، گیریژن یونیورسٹی، لاہور

منیر نیازی۔ مقطعوں کی روشنی میں

Dr. Gulshan Tariq

Dean of Language Garison University, Lahore.

Munir Nazi :In the light of the Articles

Munir Niazi is a prominent poet of his era. His poetry is full of coloured ideas and romantic feelings. He is a natural poet with loving possession. In this research article, the Maqtaas of his poetry have been selected from his works. The expressions of his poetic thoughts are being elaborated in the perspective of his esthetic sense and innocence of life. He looks very fond of natural beauty reflecting in Maqtaas of his poetry, the same have been described in this article in detail, in the light of his selected Maqtaas.

Key words: *Prominent, Poetry, Romantic, Possesion, Elaborated, Innocence, Reflecting.*

منیر نیازی مثبت ، منفرد اور باوقار لب و لہجے کا شاعر ہے۔وہ تخیل کا ہی نہیں حقیقتوں کا شاعر ہے۔ وہ روایت سے ہٹ کر اپنی بات کرتا ہے۔وہ شاعری میں ثقیل اور بھاری بھرکم الفاظ کی بھرمار کے بجائے بے حد سلیس انداز اختیار کرتا ہے۔قدرت نے یہ دنیا نہایت حسین بنائی ہے۔وہ اس حسین دنیا کے حسین مناظر سے اپنی شاعری کو چار چاند لگاتا ہے۔وہ صرف مشاہدے کا شاعر نہیں ہے۔وہ محسوسات کا شاعر بھی ہے۔اس پر صوفیانہ وارداتیں بھی گزرتی ہیں۔وہ کذب کے قریب سے بھی نہیں گزرتا بلکہ سچائی کا دامن تھامے رہتا ہے۔اس ضمن میں احمد ندیم قاسمی اپنے ایک مضمون ”منیر کی منور شاعری“ مشمولہ ادبیات، بیاد منیر نیازی میں لکھتے ہیں :

> ”منیرؔ پر بعض اوقات صوفیانہ واردات بھی گزرتی ہے، البتہ اس واردات کے اظہار کے لیے وہ قدیم فارسی اور اردو شاعری کی خاص اصطلاحات و تراکیب سے کام نہیں لیتا۔اس کی لفظیات اس کی اپنی ہیں۔۔۔۔۔۔خواجہ میر دردؔ اور اصغرؔ گونڈوی کے تصوف سے منیرؔ کا انداز تصوف قطعی الگ ہے۔وہ ہمہ اوست اور ہمہ ازاوست میں

نہیں الجھتا۔اس کا سرمایہ ایک کرید ہے، ایک جستجو، کہ جو کچھ ہو رہا ہے، اس میں کسی کا ہاتھ ہے اور یہ ہاتھ صرف قوت و ہیبت ہے یا صرف نور و جمال ہے۔" (۱)

منیرؔ نیازی نے اپنے اوپر کوئی مخصوص ٹھپہ نہیں لگنے دیا بلکہ خود کو صرف بطور شاعر منوایا۔انھوں نے ہر رنگ کو اپنی شاعری میں مصور کیا ، کسی ایک رنگ پر اکتفا نہیں کیا۔اختصار ان کی شاعری کی خاص خوبی ہے۔درباری شاعر نہ ہونے کے سبب ان کے ہاں تعلّی کا بہت عمل دخل ہے اور کیوں نہ ہو ان کو اپنی شاعری پر ناز کرنا چاہئے۔انھیں اپنی شاعری پر بڑا فخر تھا۔اس بارے میں اشفاق احمد اپنے ایک مضمون "سرِ کوہسار" مشمولہ ادبیات، بیاد منیر نیازی میں رقم طراز ہیں :

" اس کی طبیعت میں تعلّی اور خودپسندی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہے اور وہ کسی دوسرے شاعر کو خاطر میں نہیں لاتا۔وہ ہر وقت اپنی ہی شاعری کے چرچے کرتا ہے اور اس کے گن گاتا رہتا ہے۔لیکن رونا اس بات کا ہے کہ اس کی شاعری اس کی تعلّی اور خودپسندی سے بھی دو قدم آگے ہی نظر آتی ہے۔" (۲)

مقطع شاعر کے خیالات کا نچوڑ ہوتا ہے جو وہ غزل میں پیش کرتا ہے۔منیرؔ نیازی اپنے مقطعوں میں اپنی شخصیت کی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ نظر آتے ہیں۔جیسے وہ حسین ہیں ویسے ہی ان کی شاعری بھی حسین ہے۔حسن اور محبوبیت کی ان کی شاعری میں فراوانی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ ان دیکھی مخلوق اور ان دیکھی دنیا بھی ان کی شاعری میں دیکھنے کو ملے گی۔منیر نیازی مظاہر فطرت سے بہت متاثر نظر آتے ہیں۔اس کا اظہار جا بجا ان کی شاعری میں ہوتا ہے۔منیر جہاں پلابڑھا وہاں فطرت کا حسن چارسو پھیلا ہوا تھا۔لامحالہ منیر کا اس سے متاثر ہونا ضروری تھا۔انتظار حسین اپنے ایک مضمون "ہجرت کا ثمر" مشمولہ ادبیات ، بیاد منیر نیازی ، میں لکھتے ہیں:

"جب وہ اپنے باغوں اور اپنے جنگل کا ذکر کرتا ہے تو میں اسے اسی عالم میں چھوڑ کر اپنے جنگل کی طرف نکل جاتا ہوں۔ہماری بستی کا جنگل کچھ بہت گھنا نہیں تھا، مگر میری یادوں نے اسے گھنا بنا دیا ہے۔جب میں منیر نیازی کے شعر پڑھتا ہوں تو لگتا ہے یہ جنگل اور زیادہ گھنا ہو گیا ہے اور زیادہ پھیل گیا ہے۔" (۳)

منیر نیازی کے جو مختلف مجموعہ کلام مختلف اوقات میں شائع ہوتے رہے وہ بعد میں "کلیات منیر نیازی" کے عنوان سے شائع ہوئے۔کلیات منیرنیازی خزینہ علم و ادب الکریم مارکیٹ اردو بازار نے ۲۰۰۲ء میں لاہور سے شائع کیا۔ان کا سب سے پہلا مجموعہ کلام "تیز ہوا اور تنہا پھول" ہے جو ۹۶صفحات پر مشتمل ہے۔اس

کا انتساب ''خدا کے نام'' ہے اور اس کے پیچھے قرآن پاک کی ایک آیت لکھی ہے۔اس میں نظموں کی تعداد ۶۰ہے۔۲ قطعات ۸گیت اور ۱۰غزلیں ہیں۔''تیز ہوا اور تنہا پھول'' میں منیر نیازی کے مقطعوں کی تعداد ۵ہے۔ان کے پہلے مجموعہ کلام کے انتساب اور شاعری کے بارے میں امجد طفیل اپنے مضمون میں رقم طراز ہیں :

> منیرؔ نیازی کی شاعری کی ایک اہم معنویت اس کی مذہبی حیثیت ہے۔ان کے پہلے مجموعے کا انتساب ان کے مذہبی شعور اور نہ مذہبی وابستگی کا پتہ دیتا تھا۔۱۹۵۰ء کی دہائی میں اردو ادب کی دونوں بڑی تحریکیں ترقی پسند ادب کی تحریک اور حلقہ ارباب ذوق کی تحریک دونوں مذہب کو انسانی زندگی میں کچھ زیادہ اہمیت نہ دیتی تھیں۔اس ادبی فضا میں وہ چند آوازیں جو اپنے مذہبی تشخص پر اصرار کرتی دکھائی دیتی ہیں،ان میں منیر نیازی کی آواز نہایت نمایاں ہے۔(۴)

'' جنگل میں دھنک'' منیر نیازی کا دوسرا مجموعہ کلام ہے۔اس کے صفحات کی تعداد ۱۱۱ہے۔اس کتاب کو انھوں نے قدرت اللہ شہاب کے نام معنون کیا ہے۔کتاب کے آغاز میں تعارف کے عنوان سے مجید امجد نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔''جنگل میں دھنک'' میں ۶۰ نظمیں شامل ہیں، اس میں گیتوں کی تعداد۱۲ ہے، اس کے علاوہ اس مجموعہ کلام میں منیر کی۲۱ غزلیات شامل ہیں۔اس میں مقطعوں کی تعداد ۱۸ہے۔مجید امجد کتاب کے تعارف میں لکھتے ہیں:

> '' اس نے جو کچھ لکھا ہے جذبے کی صداقت کے ساتھ لکھا ہے اور اس کے احساسات کسی عالم بالا کی چیزیں نہیں ہیں بلکی اس کی اپنی زندگی کی سطح پر کھیلنے والی لہریں ہیں۔انھی نازک، چنچل، بے تاب، دھڑکتی ہوئی لہروں کو اس نے شعروں کی سطروں میں ڈھال دیا ہے، اور اس کوشش میں اس نے انسانی جذبے کے ایسے گریز پا پہلوئوں کو بھی اپنے شعر کے جادو سے اجاگر کر دیا ہے جو اس سے پہلے اس طرح ادا نہیں ہوئے ہے۔(۵)

منیرؔ نیازی کے تیسرے مجموعہ کلام کا عنوان ہے ''دشمنوں کے درمیان شام'' ہے۔شاعر نے اس کتاب کا انتساب امام حسین علیہ السلام کے نام کیا ہے۔اس مجموعہ کلام میں حمدیہ نظموں کی تعداد۵ ہے۔اس میں ایک منقبت بھی شامل ہے۔اس مجموعہ کلام میں نظموں کی تعداد۳۶ اور غزلیات کی تعداد۲۰ ہے۔''دشمنوں کے درمیان شام'' میں مقطعوں کی تعداد۲۰ ہے۔اس کتاب کے صفحات کی تعداد۱۷ ہے۔

منیرؔ نیازی کے چوتھے مجموعہ کلام کا عنوان "ماہ منیر" ہے۔ اس کے صفحات کی تعداد ۱۰۰ ہے۔ آغاز میں " کھلے منظروں کی دنیا" کے نام سے سہیل احمد کا ایک مضمون شامل ہے۔ اس مجموعہ کلام کو شاعر نے رسول کریمؐ کے نام کیا ہے۔ اس میں حمدیہ نظموں کی تعداد ۵ ہے۔ اس میں ایک منقبت بھی شامل ہے۔ اس مجموعہ میں نظموں کی تعداد ۲۹ ہے۔ غزلیات کی تعداد ۳۹ ہے۔ "ماہ منیر" میں شامل مقطعوں کی تعداد ۳۸ ہے۔ آخر میں "ہجرت کا ثمر" کے عنوان سے انتظار حسین کا ایک مضمون بھی شامل ہے۔

منیر نیازی کے پانچویں مجموعۂ کلام کا نام "چھ رنگین دروازے" ہے۔ اس کے صفحات کی تعداد ۸۴ ہے۔ اس مجموعہ کلام کو منیر نیازی نے "خوبصورت پاکستان کے نام" کیا ہے۔ اس مجموعہ کے آغاز میں احمد ندیم قاسمی کا ایک مضمون " منیر کی منور شاعری" ہے۔ اس میں ایک حمد اور ایک نعت ہے۔ ان کے علاوہ اس مجموعہ کلام میں ۳۴ نظمیں ہیں اور غزلیات کی تعداد ۲۳ ہے۔ ایک عدد گیت بھی شامل ہے۔ "چھ رنگین دروازے" میں مقطعوں کی تعداد ۲۱ ہے۔ " منیر کی منور شاعری" میں احمد ندیم قاسمی لکھتے ہیں :

> " منیرؔ کی شاعری محض مشاہدے کی شاعری نہیں ہے۔ یہ مشاہدات تو اس کے محسوسات کا صرف پس منظر فراہم کرتے ہیں۔ احساس کا یہ منقش اظہار منیرؔ نیازی کا منفرد اسلوب ہے۔ یہی سبب ہے کہ اس کی شاعری کو اگر کامیاب اور کارگر شاعری قرار دیا جائے تو یہ مبالغہ نہیں ہے صداقت بیانی ہے۔ منیر نیازی کی یہ شاعری آخری سچائی کی سمت جانے والوں کے سفر کو آسان اور آسودہ بنا دیتی ہے۔" (۶)

منیرؔ نیازی کو اپنے وطن پاکستان سے بے حد محبت تھی اس لیے انھوں نے اپنے اس مجموعۂ کلام کا انتساب پاکستان کے نام کیا ہے۔ اس ضمن میں فتح محمد ملک اپنے ایک مضمون میں رقم طراز ہیں:

> " منیرؔ نیازی نے اپنے تازہ مجموعہ کلام " چھ رنگین دروازے" کا انتساب "خوبصورت پاکستان کے نام" کیا ہے۔ اس پر مجھے منیرؔ نیازی کے بہت سے ایسے شعر بھی یاد آئے جو ایک مدت سے در دل پر دستک دے رہے ہیں اور منیرؔ نیازی کی وہ باتیں بھی یاد آئیں جن میں درائے شاعری چیزے دگر کا حسن ہے۔ مجھے وہ رات یاد آئی جب منیرؔ نیازی مخصوص مفادات کے ان گروہوں کا تذکرہ کرتے وقت رو دیا تھا جو اپنی چھوٹی چھوٹی عشرتوں کی خاطر گزشتہ تیس برس سے پاکستان کو اجاڑنے میں مصروف ہیں۔" (۷)

" آغاز زمستان میں دوبارہ" منیرؔ نیازی کا چھٹا مجموعہ کلام ہے اس کے صفحات کی تعداد ۴۸ ہے۔اس مجموعہ کلام کا انتساب شاعر نے اپنے والد مرحوم فتح محمد خان نیازی کے نام کیا ہے۔اس مجموعہ کلام میں غزلوں کی تعداد۱۴ ، نظموں کی تعداد۲۶ ہے اس میں کچھ پنجابی نظموں کے تراجم بھی ہیں۔" آغاز زمستان میں دوبارہ" میں موجود مقطعوں کی تعداد۱۴ ہے۔منیر نیازی کی شاعری کے بارے میں ڈاکٹر سعادت سعید اپنے ایک مضمون "منیرؔ نیازی کی شاعری یا رازوں بھرا طلسم کدہ" میں لکھتے ہیں :

> " منیرؔ نیازی کی کئی نظموں میں رومانی دکھ کی جھلکیاں ملتی ہیں جس کی بدولت پت جھڑ کے موسم اور اکیلی شام کی چپ میں گئے دنوں کی یاد انھیں ستاتی تھی۔منیر نیازی کو اپنے ماضی کی یادوں سے دیوانگی کی حد تک پیار رہا۔وہ پرانے گیتوں کی نغمگی سے مسحور ہو کر اجڑے نگر میں ہوا کے جھونکوں کے ساتھ ساتھ بچھڑے لوگوں کی تلاش میں مصروف رہا کرتے تھے۔یہ لوگ ان کے ماضی کا حصہ تھے انھیں انھوں نے اپنے بچپن سے جوانی تک کے سفر میں سوچا اور محسوس کیا تھا۔"(۸)

منیرؔ نیازی کے ساتویں مجموعہ کلام کا عنوان "ساعتِ سیّار " ہے۔یہ مجموعہ کلام ۶۴صفحات پر مشتمل ہے، ترتیب عنوانات کے بعد فیض احمد فیض کا مختصر سا دیباچہ ہے۔اس مجموعہ کلام کا انتساب انہوں نے اپنی والدہ کے نام " مرحومہ والدہ بی بی رشیدہ بیگم کے نام" کے عنوان سے کیا ہے۔شاعری کا آغاز "سلام" سے ہوا ہے۔اس مجموعہ کلام میں ۲۳ نظمیں، ۱۷ غزلیں، ۲ گیت اور ۷ قطعات ہیں۔اس کتاب میں مقطعوں کی تعداد ۱۹ ہے۔"ساعت سیار " کے دیباچے میں فیض احمد فیض رقم طراز ہیں:

> " منیرؔ نیازی کے کلام پر مدح و توصیف کے قریب قریب سبھی مروجہ الفاظ نچھاور کیے جا چکے ہیں، اب تو یہی کہنا کافی ہے کہ منیرؔ نیازی کا ہر مجموعہ اس کے مداحوں اور چاہنے والوں کے لیے جنت نگاہ اور فردوس گوش کا نیا سامان لے کر آتا ہے، ان کو مژدہ ہو کہ ساعت سیّار کی صورت میں ایک دلکش مرقّع ان کی ضیافت طبع کے لیے وارد ہوا ہے جو منیرؔ نیازی کے سبھی معروف اوصاف سے متصف ہے زبان و اظہار کی سادگی و پرکاری، جذبات و افکار کا خلوص اور درد مندی، منیرؔ کی ذات کی طرح ان ابیات میں قلندرانہ طنطنہ اور بے نیازی بھی ہے، مفکرانہ تجسس اور دلسوزی بھی، پنجابی منظومات اور اردو ترجمہ ایک دلچسپ اضافہ ہے۔" (۹)

منیر نیازی کا آٹھوں مجموعہ کلام " پہلی بات ہی آخری تھی" کے عنوان سے شائع ہوا۔یہ مجموعہ کلام ۹۶ صفحات پر مشتمل ہے۔اس کا انتساب انھوں نے "مرحومہ صغرا خانم" کے نام کیا ہے۔اس مجموعہ کلام میں ایک نعت اور ۲۹ نظمیں ہیں۔اس مجموعہ کلام میں غزلیات کی تعداد ۱۸ ہے، ایک قطعہ ، ایک سہ حرفی اور ۲ اشعار ہیں۔" پہلی بات ہی آخری تھی" میں شامل مقطعوں کی تعداد ۱۹ ہے۔شبہ طراز اپنے مضمون "نظم اور عنوان کا باہمی ربط" میں منیر نیازی کی نظم نگاری کے بارے میں رقم طراز ہیں:

> "مجھے یہ کہنے میں ہر گز بھی تامل نہیں کہ منیر نیازی کی نظمیں اپنی بے ساختگی، اختصار مع جامعیت اور سادہ بیانی کے ساتھ ساتھ اپنے عنوانات کی ندرت اور ان میں مخفی تجریدی حسن اور عنوانات کے اپنی نظموں کے ساتھ باہمی ارتباط کی وجہ سے ہر دور میں پسند کی جانے والی اور زندہ رہنے والی نظمیں ہیں اور یقیناً نظموں کو انوکھے انداز میں عنوانات کے ساتھ مربوط کر کے مفہوم پیدا کرنے کا ان کا تجربہ ایک منفرد تجربہ ہے اور بہت خوبصورت بھی۔" [۱۰]

"ایک دعا جو میں بھول گیا" منیر نیازی کا نواں مجموعہ کلام ہے۔یہ مجموعہ ۷۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا انتساب انہوں نے "ناہید منیر نیازی کے نام" کے عنوان سے کیا ہے۔اس مجموعہ کلام میں شامل نظموں کی تعد۳۵ ہے۔غزلیات کی تعداد ۷ ہے، ۴ قطعات اور ۳ اشعار ہیں۔اس مجموعہ میں مقطعوں کی تعداد ۷ ہے۔

"سفید دن کی ہوا سیاہ شب کا سمندر" منیر نیازی کا دسواں مجموعہ کلام ہے۔اس کا انتساب " آنے والے خوبصورت کل کے نام" کے عنوان سے ہے۔کتاب کے آغاز میں فاطمہ حسن کا لکھا ہوا ایک دیباچہ ہے۔ یہ مجموعہ کلام دو حصوں پر مشتمل ہے۔اس کے پہلے حصّے کا عنوان "سفید دن کی ہوا" ہے، یہ کتاب کل ۸۰صفحات پر مشتمل ہے۔پہلے حصے میں ۴۸صفحات ہیں۔اس مجموعہ میں شامل نظموں کی تعداد ۱۲ہے، غزلیات کی تعداد۷، قطعات ۳، اشعار۴ اور ۲ الگ الگ مصرعے ہیں۔اس مجموعہ کلام کے پہلے حصے " سفید دن کی ہوا" میں مقطعوں کی تعداد ۷ہے۔اس مجموعہ کلام کے دوسرے حصے کا عنوان "سیاہ شب کا سمندر" ہے۔پہلے حصے کے ۴۸ صفحات کے بعد دوسرے حصے میں ۸۰تک صفحات ہیں۔اس میں شامل نظموں کی تعداد ۱۲ہے۔ غزلیات۵ہیں، قطعہ ایک ہے اور اشعار۳ ہیں۔اس کے علاوہ ۲ الگ الگ مصرعے ہیں۔دوسرے حصے میں شامل مقطعوں کی تعداد ۵ہے۔

کوئی بھی ادیب یا شاعر جب کوئی تخلیق کرتا ہے تو اس کی تخلیق میں اس کے ماحول ، اس کے خیالات و تصورات اور اس کی شخصیت ضرور جھلکتی ہے۔منیر نیازی کے مقطعوں کی روشنی میں ان کی شخصیت ،

ان کے تصورات اور تخیلات واضح طور پر نظر آتے ہیں۔"تیز ہوا اور تنہا پھول" کی ایک غزل کے مقطعہ میں کہتے ہیں:

آیا وہ بام پر تو کچھ ایسا لگا منیرؔ
جیسے فلک پہ رنگ کا بازار کھل گیا (۱۱)

شاعر کے نزدیک محبوب کی ذات سے ہر رنگ و روپ اور حسن جڑا ہوتا ہے۔جونہی عاشق کی نظر محبوب پر پڑتی ہے تو اسے ہر طرف رنگ و نور کی برسات ہوتی نظر آتی ہے۔بہار کے سارے حسن محبوب کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں۔شاعر لوگ محبوب کے بام پر آنے کو موسم گل سے تشبیہ دیتے ہیں۔"جنگل میں دھنک" کی ایک غزل کے مقطعہ میں کہتے ہیں:

تم بھی منیرؔ ان گلیوں سے اپنے آپ کو دور ہی رکھنا
اچھا ہے جھوٹے لوگوں سے اپنا آپ بچائے رہنا (۱۲)

اسی مجموعہ کلام کی ایک غزل کے مقطعہ میں وہ یوں اپنے خیالات و جذبات کا اظہار کرتے ہیں:

ہم بھی منیرؔ اب دنیا داری کر کے وقت گزاریں گے
ہوتے ہوتے جینے کے بھی لاکھ بہانے آ جاتے ہیں (۱۳)

اسی مجموعہ کلام کی ایک اور غزل کے مقطعہ میں اپنے اکیلے پن کا، اپنی تنہائی کا بیان ان الفاظ میں کرتے ہیں:

کتنے یار ہیں پھر بھی منیرؔ اس آبادی میں اکیلا ہے
اپنے ہی غم کے نشے سے اپنا جی بہلاتا ہے (۱۴)

اسی مجموعہ کلام کی ایک اور غزل کے مقطعہ میں منیرؔ نیازی محبوب کی سنگ دلی کا بیان ان الفاظ میں کرتے ہیں:

چلو منیرؔ چلیں، اب یہاں رہیں بھی تو کیا
وہ سنگ دل تو یہاں سے کہیں اور چلا بھی گیا (۱۵)

منیرؔ نیازی اپنے تیسرے مجموعہ کلام " دشمنوں کے درمیان" کی ایک غزل کے مقطعہ میں پے در پے شکستوں کے صدمے اٹھانے کے بعد یوں کہتے ہیں:

وہ بے حسی ہے مسلسل شکست دل سے منیرؔ
کوئی بچھڑ کے چلا جائے غم نہیں ہوتا (۱۶)

اپنے اسی مجموعہ کلام کی ایک اور غزل کے مقطعہ میں منیؔر نیازی محبوب کی لاتعلقی اور بے حسی کا بیان ان الفاظ میں کرتے ہیں:

فائدہ کیا ہے اگر اب وہ ملے بھی تو منیؔر
عمر تو بیت گئی رہ پہ لاتے اس کو (۱۷)

اسی مجموعہ کلام کی ایک اور غزل کے مقطعہ میں منیؔر نیازی محبوب کے ان کو لگاتار نظر انداز کرنے اور پھر اس کے نتیجے میں اپنے صبر و قرار کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

مدت کے بعد آج اسے دیکھ کر منیؔر
ایک بار دل تو دھڑکا مگر پھر سنبھل گیا (۱۸)

منیؔر نیازی کے چوتھے مجموعہ کلام "ماہ منیر" کی ایک غزل کے مقطعہ میں انھوں نے محبوب کو اغیار کی محفل میں گفتگو کے پھول بکھیرتے ہوئے دیکھا تو بہت حیران ہوئے۔وہ محبوب جو ان کے سامنے ایسی خاموشی اختیار کیے ہوتا کہ جیسے اس کے منہ میں زبان ہی نہیں۔شاعر کہتا ہے :

آج اس محفل میں تجھ کو بولتے دیکھا منیؔر
تو کہ جو مشہور تھا یوں بے زبانی میں بہت (۱۹)

آج کی دنیا ظاہری حسن پر فریفتہ ہے، باطنی حسن کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔منیؔر نیازی اسی مجموعہ کلام کی ایک اور غزل کے مقطعہ میں اس دکھ کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

منیؔر حسن باطنی کو کوئی دیکھتا نہیں
متاع چشم کھو گئی لباس کی تراش میں (۲۰)

اسی مجموعہ کلام کی ایک غزل کے مقطعہ میں منیؔر نیازی جنگل کا استعارہ استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں:

جنگلوں میں کوئی پیچھے سے بلائے تو منیؔر
مڑ کے رستے میں کبھی اس کی طرف مت دیکھو (۲۱)

زندگی اور موت خدا کے ہاتھ میں ہے۔اس پہ کسی اور کا اختیار نہیں ہے۔زندگی آسان نہیں ہے اس کا اظہار منیؔر اسی مجموعہ کلام میں شامل ایک غزل کے مقطعہ میں ان الفاظ میں کرتے ہیں:

یہ جبر مرگ مسلسل ہی زندگی ہے منیؔر
جہاں میں اس پہ کبھی اختیار کس کا تھا (۲۲)

اسی مجموعہ کلام کی ایک اور غزل کے مقطعہ میں زندگی کی یکسانیت کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کی زندگی میں کوئی رنگ نہیں، اس میں کوئی خوشبو نہیں ، کہیں کسی طرف سے تبدیلی نہیں اور نہ ہی کوئی خوشی ہے اور میرا دل چاہتا ہے کہ کوئی ایک دن تو ایسا ہو جو میرے لیے خوشیوں سے بھر پور ہو:

کوئی خبر خوشی کی کہیں سے ملے منیرؔ
ان روز و شب میں ایسا بھی اک دن کمال ہو (۲۳)

منیرؔ نیازی کے پانچویں مجموعہ کلام کا عنوان "چھ رنگین دروازے "ہے۔اس مجموعہ کلام میں شامل ایک غزل کے مقطعہ میں اپنی سرزنش کرتے ہوئے کہتے ہیں اے منیرؔ ہر وقت بے زار رہتے ہو ماحول کی تبدیلی بھی تمہارے مزاج پر اثر انداز نہیں ہوئی۔ تمھیں اپنی اس عادت کو بدلنا چاہیے:

عادت ہی بنا لی ہے تم نے تو منیرؔ اپنی
جس شہر میں بھی رہنا اکتائے ہوئے رہنا (۲۴)

اسی مجموعہ کلام میں شامل ایک اور غزل کے مقطعہ میں خوباں سے عشق پر روشنی ڈالتے ہوئے کہتے ہیں کہ شہر کے حسین لوگوں سے میں بھی عشق کرتا ہوں۔میری طرح اور کئی لوگ بھی ان حسینوں کے عشق میں مبتلا ہیں اور جب عشاق کی فراوانی ہو تو حسین لوگ مغرور ہو جاتے ہیں۔ان کا رویہ عشاق کے ساتھ ٹھیک نہیں رہتا۔ ایسے میں میں نے بھی ایک عادت بنا لی ہے کہ اگر کوئی محبوب میرے ساتھ اپنا رویہ ٹھیک نہیں رکھتا تو میں بھی اس کی پروا نہیں کرتا اور اپنے دل کو دکھی نہیں ہونے دیتا:

عشق کرتا ہوں بتان شہر سے میں بھی منیرؔ
میں مگر اس شوق میں جی کا زیاں کرتا نہیں(۲۵)

منیرؔ نیازی کے چھٹے مجموعہ کلام " آغاز زمستاں میں دوبارہ" میں شامل ایک غزل کے مقطعہ میں منیرؔ نیازی کہتے ہیں اے منیر تم خاموش کیوں ہو، یہ شہر جو اجڑ چکا ہے جس کی بہاریں ختم ہو چکی ہیں تم اس کی وجہ سے پریشان مت ہو کیوں کہ اگر یہاں آج خزاں کا راج ہے تو کوئی بات نہیں، خزاں کے بعد بہار بھی آئے گی، حالات بدلتے دیر نہیں لگتی۔اگر آج یہاں کانٹوں کا راج ہے تو کل کو یہاں پھول بھی کھلیں گے:

آئے گی پھر بہار اسی شہر میں منیرؔ
تقدیر اس نگر کی فقط خار و خس نہیں (۲۶)

اسی مجموعہ کلام کی ایک اور غزل کے مقطعہ میں منیرؔ نیازی کہتے ہیں اے منیرؔ تو اپنے معاملات زندگی میں اتنا مصروف رہا کہ تمہیں وقت گزرنے کا احساس ہی نہ ہوا۔ زندگی کی رنگینوں کی طرف تم متوجہ ہی نہ ہوئے۔ اور صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے کے مصداق وقت گزر گیا اور اب زندگی کا وہ حسین زمانہ جسے جوانی کہتے ہیں گزر چکا ہے۔ وقت تو گزرتا رہتا ہے یہ کسی کا انتظار نہیں کرتا:

وقت کس تیزی سے گزرا روز مرہ میں منیرؔ
آج کل ہوتا گیا اور دن ہوا ہوتے گئے (۲۷)

منیرؔ نیازی کے ساتویں مجموعہ کلام "ساعت سیّار" کی ایک غزل کے مقطعہ میں وہ کہتے ہیں کہ اے منیرؔ تو اپنے رہنما کو سمجھنے میں ناکام رہا اس کی کہی ہوئی ہر بات پر آنکھیں بند کر کے عمل کرتا رہا اور وہ تجھے گمراہ کرتا رہا۔ اب چونکہ وقت گزر چکا ہے جو واپس نہیں آ سکتا اب اس گزرے وقت کا ماتم نہ کر۔ اس کا شکوہ نہ کر، تو ہی تو سب سے زیادہ بڑھ چڑھ کر رہنما پرست تھا اور آنکھیں بند کر کے اس کی ہر بات مان لیتا تھا:

گمراہیوں کا شکوہ نہ کر اب تو اے منیرؔ
تو ہی تھا سب سے بڑھ کے یہاں رہنما پرست (۲۸)

اسی مجموعہ کلام کی ایک اور غزل کے مقطعہ میں منیر نیازی کہتے ہیں اے منیر تو نے محبت کا جو گھر تعمیر کیا تھا اس کی تعمیر میں تمہیں ایک زمانہ لگا۔ اس کے لئے تم نے بے شمار قربانیاں دیں مگر تمہارے اس نگر کر ڈھا دیا گیا اور یہ عمل تیزی سے وقوع پذیر ہوا کہ لمحوں میں یہاں خاک اڑنے لگی:

کس محبت سے ہوا تعمیر مدت میں منیرؔ
چند لمحے جس نگر کی خاک اڑانے میں لگے (۲۹)

اسی مجموعہ کلام میں شامل ایک اور غزل کے مقطعہ میں منیرؔ نیازی لکھتے ہیں اے منیرؔ تو اتنا سادہ اور بھولا ہے کہ ہر ایک پر اعتماد کر لیتا ہے۔ دنیا تو مطلب پرست ہے۔ ادھر ان کا مطلب پورا ہوا ادھر میں کون اور تو کون۔ تجھے اپنے مقام و مرتبے کا لحاظ کرنا چاہیے کہ تو ایک بہترین شاعر اور اچھا انسان ہے۔ ہر ایک پر اعتبار کر لیتا ہے جو تجھے بعد میں دھوکہ دیتے ہیں۔ اس طرح سے تیرے مقام و مرتبے پر حرف آتا ہے:

اپنے رتبے کا کچھ لحاظ منیرؔ
یار سب کو بنا لیا نہ کرو (۳۰)

منیرؔ نیازی اپنے آٹھویں مجموعہ کلام "پہلی بات ہی آخری تھی" کی ایک غزل کے مقطعہ میں کہتے ہیں کہ میں نے بڑے خلوص اور چاہت سے محبت کے اس سفر کا آغاز کیا تھااور محبوب کی ہر بات دل و جان سے قبول کی تھی۔ مگر میرا محبوب بے وفا نکلا وہ کسی ایک جگہ ٹھہرنے والا نہیں۔ میرا مزاج اس سے بالکل مختلف ہے۔ محبوب کے رویئے کے باعث میری اور اس کی چاہت کے رستے جدا ہو گئے ہیں:

کچھ دن کے بعد اس سے جدا ہو گئے منیرؔ
اس بے وفا سے اپنی طبعیت نہیں ملی (۳۱)

اسی مجموعہ کلام میں شامل ایک اور غزل کے مقطعہ میں منیرؔ نیازی کہتے ہیں کہ میں حسینوں کی محفل میں شرکت کرنے گیا۔ محفل خوباں میں ہر طرف رنگ و نور کی برسات تھی۔ مگر ایک حسین اس میں ایسا تھا جو سب سے مختلف تھا۔ جس کو دیکھ کر میرا دل دھڑکا۔ اس حسین کا شرمانے کا انداز ایسا تھا کہ مجھے اپنے دل پہ قابو نہ رہا۔ بلکہ وہ تو اس حسین کے پاس چلا گیا:

لے گیا دل کو جو اس محفل کی شب میں اے منیرؔ
اس حسین کا بزم میں انداز شرمانے کا تھا (۳۲)

اپنے نویں مجموعہ کلام "ایک دعا جو میں بھول گیاتھا" کی ایک غزل کے مقطعہ میں کہتے ہیں کہ اے منیرؔ تو جس شہر کو چھوڑ چکا ہے، اس کی طرف اب رخ نہ کر۔ اب وہ شہر ویسا نہیں جیسا تو چھوڑ آیا تھا۔ اس کی فضا بدل گئی ہے۔ لوگوں کے رویئے بھی بدل گئے ہیں، وہ اب سب کچھ تبدیل ہو گیا ہے۔ تمہیں وہ سب دیکھ کر مایوسی ہو گی۔ بہتر یہی ہے کہ تو اسے سب بھول جا:

واپس نہ جا وہاں کہ تیرے شہر میں منیرؔ
جو جس جگہ پہ تھا وہ وہاں پر نہیں رہا (۳۳)

اسی مجموعہ کلام میں شامل ایک اور غزل کے مقطعہ میں منیرؔ نیازی کہتے ہیں کہ زندگی میں انسان کے جو سب سے قریبی رشتے ہوتے ہیں ان کے ساتھ ہی انسان کی خوشی اور غم ہوتا ہے۔ مگر جب ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے انسان ان رشتوں کی پرواہ نہ کرے تو وہ رشتے محبت کے رنگ سے خالی ہو جاتے ہیں۔ اور جب ایک ہی جگہ رہتے ہوئے باہمی پیار محبت، شفقت نفرت میں یا لاتعلقی میں بدل جائے تو زندگی بہت مشکل ہو جاتی ہے:

یہ بھی کیسی زندگی ہے اپنے لوگوں میں منیرؔ
باہمی شفقت سے خالی ایک گھر میں زندگی (۳۴)

منیرؔ نیازی اپنے دسویں مجموعہ کلام کی ایک غزل کے مقطعہ میں کہتے ہیں کہ اے منیرؔ جو محبوب تمہارے سامنے اب بڑی بڑی باتیں بنا رہا ہے اس کے کوئی معنی نہیں۔جب رشتوں میں سچائیاں باقی نہ رہیں تو باقی سب باتیں بے معنی ہو جاتی ہیں۔تمہارا اس کے ساتھ جو رشتہ تھا وہ محبت کا رشتہ تھا وہ اب نہیں رہا۔اب خالی خولی باتیں ہیں۔تم اکتا کر اسے ان باتوں سے روک دیتے ہو۔اس کو اپنا دل خوش کرنے دو۔وہ سمجھتا ہے کہ تم اس کی باتوں پر یقین کرتے ہو تو اس کو خوش فہمی میں مبتلا رہنے دو:

اب اس کی بات خالی ہے معنی سے اے منیرؔ
کہنے دے جو وہ کہتا ہے روکا نہ کر اسے (۳۵)

اسی مجموعہ کلام میں شامل ایک اور غزل کے مقطعہ میں منیر نیازی کہتے ہیں کہ اے منیر آئو آج محبوب سے ملاقات کرنے چلیں، میں جانتا ہوں کہ وہ مجھ پر مہربان نہیں ہے پر میں اپنے دل کا کیا کروں جو اس پہ فدا ہے اوروہ ہر لمحہ اسے دیکھنا چاہتا ہے۔آج پھر شاعر اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوکر اس کے رخ زیبا کی جھلک دیکھنا چاہتا ہے:

منیرؔ آج پھر اس سے ملنے چلیں
جھلک اس کی پھر دیکھ آئیں ذرا (۳۶)

منیرؔ نیازی حسن کا ، فطرت کا شاعر ہے۔اپنے مشاہدے اور مشاہدات کی بدولت اس نے زندگی کی رنگینیوں کر بے حد سادہ الفاظ میں پرو کر شعروں میں باندھ دیا۔انہوں نے زندگی کے سبھی رنگوں سے اپنی شاعری کو رنگین کیا۔وہ جھوٹ اور فریب کی دنیا سے نفرت کرتا ہے۔زندگی کی سچائیوں کی بھرپور عکاسی کرتا ہے۔وہ قدرت کے حسین نظاروں‌سے بہت متاثر ہوتاہے۔اس کا اظہار جا بجا ان کی شاعری میں نظر آتا ہے۔وہ جس علاقے کے رہنے والے تھے، قدرت اس علاقے پر بہت مہربان تھی۔ایک تو وہ خود بھی حسین تھے۔اور دوسرا حسین نظارے ان کے پیش نظر تھے جس کے سبب ان کی شاعری بھی بہت حسین ہے۔

حوالہ جات

۱۔ احمد ندیم قاسمی، مضمون، منیر کی منور شاعری، مشمولہ بیاد منیر نیازی، سہہ ماہی ادبیات، شمارہ نمبر ۸۳، ۸۴ اپریل تا ستمبر ۲۰۰۹ء، اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد، ص، ۱۵

۲۔ اشفاق احمد، مضمون سر کہسار، مشمولہ، بیاد منیر نیازی، ادبیات، ص، ۲۱

۳۔ انتظار حسین، مضمون، ہجرت کا ثمر، ایضاً، ص، ۲۷

۴۔ امجد طفیل، مشمولہ منیر نیازی کی شعری کائنات، ایضاً، ص، ۲۳۱

۵۔ مجید امجد، مضمون، منیر نیازی کی شاعری، ایضاً، ص، ۱۱

۶۔ احمد ندیم قاسمی ، مضمون، منیر کی منور شاعری، ایضاً، ص، ۱۵

۷۔ فتح محمد ملک، مضمون، منیر نیازی کے خواب و خیال، ایضاً، ص،۷۵

۸۔ ڈاکٹر سعادت سعید، مضمون، منیر نیازی کی شاعری یا رازوں بھرا طلسم کدہ،، ص، ۹۶

:۹ فیض احمد فیض، دیباچہ ایضاً، ص، ۱۳

۱۰۔ شبہ طراز ،مضمون، نظم اور عنوان کا باہمی ربط، ایضاً، ص ۲۵۷

۱۱۔ منیر نیازی، کلیات منیر نیازی، لاہور، خزینہ علم و ادب، ۲۰۰۲ء، تیز ہوا اور تنہا پھول، ص، ۶۲

۱۲۔ ایضاً، جنگل میں دھنک، ص، ۸۵

۱۳۔ ایضاً، ص ،۸۶

۱۴۔ ایضاً، ص، ۸۸

۱۵۔ ایضاً، ص، ۱۰۰

۱۶۔ ایضاً دشمنوں کے درمیان، ص، ۴۷

۱۷۔ ایضاً، ص، ۴۹

۱۸۔ ایضاً، ص، ۵۱

۱۹۔ ایضاً ماہ منیر ،ص،، ۵۶

۲۰۔ ایضاً، ص، ۶۳

۲۱۔ ایضاً ،ص، ۷۴

۲۲۔ ایضاً، ص، ۸۵

۲۳۔ ایضاً، ص، ۹۴

۲۴۔ ایضاً چھ رنگین دروازے ،ص،، ۴۸

۲۵۔ ایضاً، ص، ۵۵

۲۶۔ ایضاً آغاز زمستان میں دوبارہ، ص، ۸

۲۷۔ ایضاً،ص، ۱۴

۲۸۔ ایضاًساعت سیار ،ص، ۳۷

۲۹۔ ایضاً،ص، ۳۹

۳۰۔ ایضاً،ص، ۴۰

۳۱۔ ایضاًپہلی بات ہی آخری تھی،ص، ۲۶

۳۲۔ ایضاً،ص، ۳۴

۳۳۔ ایضاًایک دعا جو میں بھول گیا تھا، ،ص،، ۲۶

۳۴۔ ایضاً،ص، ۴۷

۳۵۔ ایضاًسفید دن کی ہوا، سیاہ شب کا سمندر، ص، ۱۷

۳۶۔ ایضاً،ص، ۷۵